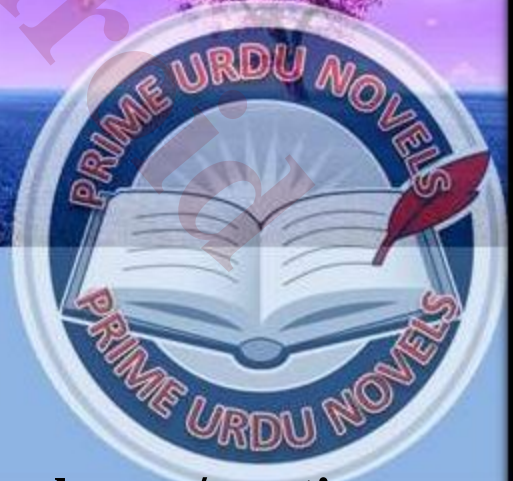


کسی مہرباں نے آ کے



ماہوش چوہدری

وہسکی کے چھوٹے چھوٹے وہ اس وقت اسلام آباد کے پوش ایریے میں موجود نائٹ کلب میں بیٹھا۔۔۔۔۔
گھونٹ بھر ٹاڈانس فلور پر تھڑکتے لڑکے، لڑکیوں کو بے زاری سے دیکھ
رہا تھا۔۔۔۔۔

جو بے ہنگم سے میوزک پر بانہوں میں بانہیں ڈالے ارد گرد سے بے خبرناچتے ہوئے ایک دوسرے میں مگن
تھے۔۔۔۔۔

یہ سب کے سب امیروں کی بگڑی ہوئی اولادیں تھیں۔۔۔ جو خود کو موڈرن شو کرنے کے چکر میں ہر اچھے
برے کی تمیز بھولے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔

وہ وہاں اکثر آتا تھا اور صرف شراب سے لطف اندوز ہوتا۔۔۔۔۔ وہاں موجود شباب میں اُسے کوئی انٹر سٹنہ
تھا۔۔۔۔۔

اس لیے اب اس کلب میں آتی جاتی لڑکیاں بھی اس بات سے بخوبی آگاہ ہو چکیں تھیں کہ وہ وہاں صرف چند
گھنٹے بیٹھنے، شراب اور سیگریٹ پینے کے ساتھ ساتھ سڑے ہوئے انداز میں سب کو گھورنے آتا
ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شروع شروع میں آنے والی لڑکیوں نے بہت دفعہ اس پر لائیں مارنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔ مگر اُسکے
چہرے پر پتھر لے اور بے زاری کے ابھرتے تاثرات نے سب کو اپنے آپ میں سمیٹنے پر مجبور کر دیا۔۔۔
اسی لیے اب وہ وہاں آکر اپنا چمکا پورا کرتا اور خاموشی سے اٹھ کر چلا جاتا۔۔۔۔۔ نہ وہ کسی کو بلاتا اور نہ ہی
کوئی اُسے۔۔۔۔۔

ایک ہاتھ سے سیگٹ کا کش لے کر دوسرے ہاتھ سے گلاس میں موجود شراب کا گھونٹ بھرتے ہوئے۔۔۔۔۔ جیسے ہی اُسکی نظر اینٹرنس پر پڑی تو وہاں سے آتی لڑکی کو دیکھ کر حیرت سے ساکت ہو گیا

ایہا ہاشم۔۔۔۔۔ ریسیدیش پر پکارا گیا

ایسا اپنا نام سن کر آہستگی سے چلتی تھروٹ سرجن ڈاکٹر ربانی کے روم میں داخل ہوئی۔

سیٹ ڈاؤن۔۔۔ ڈاکٹر ربانی نے ناک پر موجود عینک کے اوپر سے دیکھتے ہوئے کہا

کھینکس۔۔۔ وہ سامنے موجود چیمبر پر بیٹھی

مس ایہا ہاشم۔۔۔۔۔ میں نے آپ کی مدد کی رپورٹس دیکھی ہیں اور انکی بیماری کا علاج آپریشن ہی

ہے۔۔۔۔ انہوں نے رُک کر ایسہا کی طرف دیکھا

کوئی اور حل۔۔۔۔۔ ایہا نے شکستہ آواز میں پوچھا

نہیں۔۔۔۔۔ اُنکی بیماری جس اسٹیج پر ہے اسکا آخری آپریشن ہی ہوتا ہے وہ بھی ایک ڈیڑھ ویک کے

اندر ورنہ اگر یہ پوزن سارے جسم میں پھیل گیا تو۔۔۔

اس تو کے آگے خوفناک خاموشی چھا گئی

کیا چار جز ہو گئے آپریشن کے۔۔۔۔۔ ایسا جانتی تو تھی مگر پھر بھی پوچھ لیا

ریسپشن پر آپ کو انفارم کر دیں گے۔۔۔ ڈاکٹر ربانی نے بات ختم کی

جی۔۔۔۔۔

ایہا نے ریسپشن پر آکر ساری انفارمیشن لی۔۔۔۔۔ آپریشن کے چار جزیں کر مایوسی سے شکستہ چال چلتی ہوئی ہو اسپتال سے باہر

بیا۔۔۔۔۔ تم آگئی کیا کہاڈاکٹر نے سب ٹھیک

ہے ناں۔۔۔۔۔ نیہا نے ایک ہی سانس میں سوال پوچھا۔۔۔۔۔

پانی۔۔۔۔۔ ایہا نے صحن میں موجود تخت پر بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

ہاں میں ابھی لائی۔۔۔۔۔ وہ کچن کی جانب بڑھی

ایہا نے پاؤں سینڈل کی گرفت سے آزاد کیے اور لمبا سانس کھینچ کر خود کو ریلیکس کرنا چاہا

پانی۔۔۔۔۔ نیہا نے گلاس سامنے کیا

ایہا نے پانی ختم کر کے گلاس واپس پکڑ لیا

مجھے بتاؤ تو بیاڈاکٹر نے رپورٹس دیکھ کر کیا کہا۔۔۔۔۔

آپریشن۔۔۔۔۔ مختصر جواب آیا

آپ۔۔۔۔۔ آپریشن۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟

ہاں آپریشن۔۔۔۔۔ ایہا نے مایوسی سے سر ہلاتے تصدیق کی

پھر اب۔۔۔۔۔ نیہا ابھی بھی شکد تھی

اب کیا۔۔۔۔۔ کچھ تو کریں گے ناں

بیا اتنے پیسے کہاں سے آئیں گے۔۔۔ تمہاری جاب تو پہلے ہی چھوٹ گئی ہے۔۔۔ وہ مالک مکان بھی آیا تھا

آج۔۔۔ وہ پریشان سی بولی

کیا کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔؟؟؟

وہی جو پیچھلی دفعہ کہہ کر گیا تھا کرایہ دے دیں یا پھر۔۔۔۔۔ وہ رُکی

اچھا تم فکر مت کرو ان شاء اللہ سب ہو جائے گا۔۔۔ ایہا نے خود کو سنبھال کر کہا

مگر کیسے۔۔۔۔۔؟؟؟

کہا ہے ناں تم فکر نہ کرو اور نہ ہی اپنے چھوٹے سے دماغ پر زور ڈالو۔۔۔۔۔ اس نے بمشکل مسکرا کر ماحول کو ہلکا کرنا چاہا

اچھا بتاؤ کیا پکا یا ہے تم نے۔۔۔۔۔

ماش کی دال۔۔۔۔۔ آہستگی سے بتایا گیا

اچھا ٹھیک ہے تم گرم کرو مجھے بہت بھوک لگی ہے۔۔۔۔۔ میں اتنی کو دیکھ لوں پھر کھاتے ہیں مل کر ہون۔۔۔۔۔

ایہا نے چھوٹی بہن کا افسردہ چہرہ دیکھ کر سر تھپتھپایا اور پریشان سی اندر کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔

.....

ضرار شاہ نے اینٹرنس سے چادر میں لپیٹی لڑکی کو آتے دیکھا۔۔۔۔۔ جس نے آدھے سے زیادہ چہرہ پلو سے چھپا رکھا تھا۔۔۔۔۔

وہ حیران تھا۔۔۔۔۔

ایسے خلیے کی لڑکیاں بھی وہاں اپنی راتیں رنگین کرنے آتیں ہیں
ڈسکسٹنگ

اس نے حیرانگی اور غصے کے ملے جلے تاثرات سے ٹیبل پر مکا مارا

اونہہ۔۔۔۔۔ شکل موینا کر ثبوت کافراں۔۔۔۔۔ وہ ناگواری سے کہتے ہوئے پھر سے کش لینے لگا۔۔۔۔۔

امی کیسی طبیعت ہے آپ کی۔۔۔۔۔ ایہا نے مسکراتے ہوئے ماں سے پوچھا جو تسبیح پڑھ رہیں تھیں۔۔۔۔۔

وہ بھی بیٹی کو دیکھ کر مسکرائیں۔۔۔۔۔ میں ٹھیک ہوں میری جان۔۔۔

میڈیسن لی آپ نے۔۔۔؟؟؟؟

ہاں لے لی۔۔۔۔۔ اللہ نے مجھے دو اتنی محبت اور خیال رکھنے والی بیٹیاں جو دی ہیں۔۔۔۔۔ انہوں نے ایہا کے

زرد سے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لے کر بوسہ لیا۔

امی آپ سے ایک بات کرنی تھی۔۔۔۔ اجازت مانگی

ہاں کرو۔۔۔۔۔

اُمّی وہ۔۔۔۔۔ آپ رفاقت (مالک مکان) کی بات مان لیں

یہ کیا کہہ رہی ہو۔۔۔۔۔ وہ حیران ہوئیں
ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہوں۔۔۔۔۔ ویسے بھی میرے لیے کون سا رشتوں کی لائیں لگی ہیں
جو۔۔۔۔۔

رشتوں کی لائیں نہ سہیں مگر اب اتنے بھی گئے گزرے نہیں کہ ایک پچاس سالہ مرد سے بیاہ دوں گی
تمہیں۔۔۔۔۔ شاذمہ خفاسی بولیں
مگر ائی۔۔۔۔۔

اگر مگر چھوڑو۔۔۔۔۔ جاؤ تھکی ہوئی آئی ہو کھانا کھاؤ۔۔۔۔۔ یہ تمہارا سوچنے کا کام نہیں میں خود ہی سنبھال لوں
گی۔۔۔۔۔ انہوں نے بات ختم کی۔

اچھا آپ بھی آرام کریں میں بھی نماز پڑھ لوں۔۔۔۔۔ ایسا آنسو رکتی جلدی سے باہر نکلی۔۔۔۔۔
میرے مالک میری بیٹیوں کو اپنے حفظ ایمان میں رکھنا۔۔۔۔۔ جلد از جلد مجھے ان کے فرض ادا کرنے کی توفیق
دے دے۔۔۔۔۔ میرے مالک۔۔۔۔۔

شاذمہ نے اپنی بیٹیوں کے اچھے نصیب کے لیے دل سے دعا کی۔۔۔۔۔
.....

شاذمہ بیگم کی شادی کم عمری میں ہی ہاشم مہین نامی سکول ٹیچر سے ہوئی تھی۔۔۔۔۔
شاذمہ کا تعلق اچھے خاصے معزز گھرانے سے تھا مگر انہوں نے بہت بڑی غلطی کر کے خود کو اس گھرانے سے
الگ کر لیا۔۔۔۔۔

شاذمہ انیس سال کی تھی جب اُنکے گاؤں کے گورنمنٹ سکول میں میل ٹیچرز کی تقرری ہوئی۔۔۔۔۔ انہی میں ایک ٹیچر ہاشم مبین بھی تھا۔۔۔۔۔

شاذمہ نے اس گھر کو گاؤں میں دیکھا تو دل ہار بیٹھی۔۔۔۔۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے دونوں طرف سے خطوط کا تبادلہ ہونے لگا اور بات شادی تک پہنچ گئی۔۔۔۔۔

شاذمہ جانتی تھی کہ اس کے خاندان والے اسے کبھی بھی ایک غیر خاندان میں معمولی ٹیچر سے نہیں بیاہیں گے اس لیے اُس نے ہاشم کو راضی کر کے خفیہ نکاح کر لیا۔۔۔۔۔

کچھ عرصہ وہ دونوں اس نکاح کو چھپا گئے مگر پھر حویلی میں کچھ مہمان شاذمہ کا رشتہ دیکھنے آئے اور اُس کو پسند کر گئے اور شاذمہ کے لیے نئی مصیبت چھوڑ گئے۔

ان حالات میں ہاشم نے گھر سے بھاگ جانے کو ہی بہتر جانا مگر شاذمہ اس کے لیے نہ مانی۔۔۔۔۔ وہ جو کر چکی تھی وہ کافی تھا

گھر سے بھاگ کر وہ اپنے باپ بھائیوں کے لیے گالی نہیں بننا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

یو نہی چند دن گزرے جب منگنی کی ڈیٹ فائنل کی گئی۔۔۔۔۔

ہاشم مبین کو پتا چلا تو فوراً سے شاذمہ پر حق جتانے حویلی چلا آیا۔۔۔۔۔

ہاشم مبین کے منہ سے نکلتے سچے انگاروں کو سب نے سنا مگر پانی سر سے گزر چکا تھا

اس گھر کی اکلوتی بہن، بیٹی تھی وہ۔۔۔۔۔ وہ لوگ نہ تو اسے معاف کر سکتے تھے اور نہ ہی سزا دے سکتے تھے۔۔۔۔۔

اس لیے بابا جان نے ایک چھوٹی سی تقریب رکھ کر شاذمہ کو ہاشم مبین کے ساتھ رخصت کر دیا ہمیشہ کے لیے۔۔۔ اور سزا کے طور پر اُن سے ہر رشتہ ناطہ ختم کر لیا۔۔۔۔۔

وہ دن اور آج کا دن دوبارہ دونوں گھرانوں میں کوئی ملاقات نہ ہوئی۔۔۔۔۔

ہاشم اسے لے کر اسلام آباد آیا جہاں اسکی بوڑھی ماں تھی۔۔۔۔۔ کچھ عرصے تو سب ٹھیک رہا جب جمع شدہ سرمایہ ختم ہو گیا اور ہاشم کو کوئی ملازمت نہ ملی تو اس نے شاذمہ کیساتھ بدزبانی شروع کر دی۔۔۔۔۔

جب پیٹ میں روئی نہ رہی تو کیسی محبت اور کہاں کی محبت۔۔۔۔۔ بس محبت محبت کا کھیل ختم ہو چکا تھا

شاذمہ اپنے فیصلے پر پچھتا رہی تھی مگر وہ واپسی کا دروازہ خود ہی تو بند کر آئی پھر کیسے جاتی واپس۔۔۔۔۔

ہاشم مبین بھی فارغ رہتا اور سار سار دن گھر سے باہر رہتا۔۔۔۔۔ جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ بری صحبت میں رہ کر وہ ایک شرابی، جواری بن چکا تھا۔۔۔۔۔

اکثر شاذمہ کو مار تا پیٹتا۔۔۔۔۔

شاذمہ یہ سب خاموشی سے سہتیں کوئی آگے پیچھے جو نہ تھا اب۔۔۔۔۔

حتیٰ کہ ایہا اور نیہا کی پیدائش پر بھی ہاشم مبین کے رویے میں کوئی فرق نہ آیا

دونوں بہنیں ماں کو پیٹتا دیکھتیں مگر اس قابل نہ تھیں کہ کچھ کر پاتیں۔

شاذمہ بھی اسی ذلت بھری زندگی کو قبول کر چکی تھی جو اسکی اپنی چوائس تھی۔۔۔۔۔

ایہا میٹرک میں تھی جب ایک روز ہاشم مبین کی میت گھر آئی۔۔۔۔۔ زہریلی شراب پینے کی وجہ سے اسکی

موت جوئے کے اڈے پر ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ وہاں موجود دیگر لوگ ہی لاش گھر پہنچا گئے تھے۔۔۔۔۔

ہاشم مبین کی موت سے اُنکی گھریلو لائف میں کوئی خاص فرق نہ آیا۔۔۔۔۔
شازمہ پہلے بھی سلائی کڑھائی کر کے گھر چلاتیں تھیں اور اب بھی۔۔۔۔۔ مگر
اب ایہا نے گلی کے بچوں کو یوشن دینا شروع کر دی تھی تاکہ ماں کا ہاتھ بٹا سکے۔۔
سال پر لگا کر اڑتے گئے۔۔۔۔۔

ایہا نے بی اے آنرز کمپلیٹ کر کے ایک
پرائیوٹ کمپنی میں سیکرٹری کی جاب کر لی۔۔۔۔۔
کیونکہ شازمہ کی بیماری سے ہونے والے خرچے پر گھر کا گزارا بہت مشکل سے ہو رہا تھا۔۔۔۔۔
اس نے چار ماہ ملک انڈسٹریز میں دانیال ملک کی سیکرٹری کی جاب کی اور دو ہفتے پہلے ہی وہاں سے ریزائن کیا
تھا۔۔۔۔۔

.....

ایہا اپنے بستر پر لیٹی ماں کے آپریشن اور مکان کے کرایے کے خرچے کو سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔
کیا کروں اب۔۔۔۔۔ بھیک بھی مانگوں گی تب بھی اتنے پیسے اکٹھے نہیں کر پاؤں گی۔۔۔۔۔
میرے مالک ہم غریبوں کیساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے۔۔۔۔۔ وہ افسردہ ہوئی
کیا مجھے دانیال ملک کی بات مان لینا چاہیے۔۔۔۔۔؟؟؟
کوئی اور بھی تو چارہ نہیں ہے اس کے سوا۔۔۔۔۔ کون دے گا اتنے پیسے مجھے
ہاں۔۔۔۔۔ یہی آخری آپشن ہے

امی نے ساری زندگی افیت میں گزار دی۔۔۔۔۔ اب میری باری ہے کہ ان کے لیے کچھ کر سکوں۔۔۔۔۔

کیا مجھے ایسا کر کے سکون مل سکے گا۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ خود سے سوال کر رہی تھی

اب کونسا سکون میں ہوں۔۔۔۔۔ سکون کس بلا کا نام ہے ہم غریبوں کو کیا پتہ جو ایک ایک ٹکے کے لیے ترستے ہیں۔۔۔ وہ مایوس ہوئی

تو پھر میں کال کر لوں اسے۔۔۔۔۔ وہ کشمکش میں تھی

نہیں۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ میں ایسا نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ ایسا۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ کروں۔۔۔۔۔ گی یہ آخری سوچ تھی جو ایہا نے نیند کی وادیوں میں جانے سے پہلی سوچی۔

.....

بیابا۔۔۔۔۔ اٹھو۔۔۔۔۔ اٹی۔۔۔۔۔ اٹی کو دیکھو

انہیں پتا نہیں کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ یہاں نے سوئی ہوئی ایہا کو جھنجھوڑا

کک۔۔۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔۔۔ ایہا ہڑبڑا کر اٹھی

اٹی۔۔۔۔۔ کیا ہوا اٹی کو۔۔۔۔۔ ایہا جلدی سے کھڑی ہوئی

پتا نہیں۔۔۔۔۔ تم چلو جلدی۔۔۔۔۔ نیہا روتے ہوئے بولی

دونوں آگے پیچھے بھاگتیں شازمہ کے کمرے کی طرف گئیں

جہاں وہ جھکی بیٹھی بلڈومیٹنگ کر رہیں تھیں

امی۔۔۔ امی کیا ہوا

شازمہ ہر گز جواب دینے کی پوزیشن میں نہ تھیں۔۔۔۔۔

نیہا تم سنبھالو امی کو میں رکشہ لاتی ہوں۔۔۔۔۔ ایہا کہتی باہر بھاگی

چند منٹ بعد وہ اور نیہا ماں کو سنبھالتیں ہو اسپتال جا رہیں تھیں

.....

چادر میں لپیٹی لڑکی ضرار کو اپنی طرف بڑھتی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔

اس نے ایک نظر پھر سے اُسے دیکھا۔۔۔۔۔ وہ واقعی آہستہ آہستہ چلتی اُس کی ہی

طرف آرہی تھی۔۔۔۔۔

.....

میں آپ کو انفارم کر چکا تھا۔۔۔۔۔ مس ایہا ہاشم جتنی جلدی ہو سکے اپنی مدر کو

آپریٹ کروائیں ورنہ۔۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔ میں کرتی ہوں کچھ

اوکے۔۔۔۔۔ ریسپشن پر پیپر سائن کریں اور چار جز سمٹ کروا کر آپریشن کی ڈیٹ لیں۔

جی۔۔۔۔۔ ایہا نے آہستگی سے جی کہا

ہونس۔۔۔۔۔ ڈاکٹر ربانی سر ہلاتے چلے گئے

ایہا ریسپشن پر آئی۔۔۔۔۔ ساری ڈیٹیل لے کر وہاں موجود لڑکی کو دیکھا۔۔۔۔۔

وہ۔۔۔۔۔ وہ کوئی ڈسکاؤنٹ مل سکتا ہے۔۔۔ وہ ہچکچاتی ہوئی بولی
میڈم۔۔۔۔۔ یہ پرائیوٹ ہو سہیل ہے نہ تو کوئی خیراتی ادارہ اور نہ ہی کوئی سیل میلا جہاں ڈسکاؤنٹ
ملے۔۔۔۔۔

آپ کو پیپر ز سائن کرنے ہیں تو کریں اور وائز میرا ٹائم ویسٹ مت کریں۔۔۔ وہ کھراسا جواب دیتی پھر سے
کمپیوٹر پر بڑی ہو گئی
ایہا اس نکلے سے جواب کو سن کر فائنل فیصلہ کر کے مضبوط قدم اٹھاتی۔
نیہا اور شازمہ بیگم کو واپس گھر لانے کے لیے چل دی۔۔۔۔۔

.....

سیمل۔۔۔۔۔ سیمل بیٹا۔۔۔ کہاں ہو؟" وہ کیچن میں تھی جب فرح بیگم کی آواز سنائی دی
جی امی۔۔۔۔۔ کیچن میں ہوں
یہ چھوڑو سب اور جا کر حلیہ ٹھیک کرو۔۔۔ تھوڑا تیار ہو جاؤ جا کر۔۔۔۔۔ رفعت (رشتہ کروانے والی) کا فون آیا
ہے وہ کسی فیملی کو لے کر آرہی ہے۔۔۔ فرح بیگم نے تیار ہونے کی وجہ بتائی
امی میں نہیں جاؤں گی کسی کے سامنے۔۔۔ وہ اکتائی
فضول مت بولو۔۔۔۔۔ چلو جاؤ شاباش۔۔۔ اپنی بھابھیوں کا پتا ہے نا تمہیں۔۔۔ میرے ہوتے ہوئے تمہیں
برداشت نہیں کرتیں۔۔۔۔۔ جب میں نہ رہی تب نا جانے کیا کریں گی تمہارے ساتھ۔۔۔ اس لیے تنگ مت
کیا کرو جاؤ۔۔۔

چھوڑ دیہ۔۔۔۔۔ فرح بیگم نے اُس کے ہاتھ سے باؤل پکڑا۔۔۔۔۔

جاری ہوں۔۔۔۔۔ صرف آپ کی خاطر۔۔۔۔۔

جاؤ میرا بچہ۔۔۔۔۔ انہوں نے چھوٹے بچوں کے انداز میں پکپکارا

سیدیل۔۔۔ منہ بناتی کمرے میں تیار ہونے چل دی۔۔۔

.....

[illegible]

ایک، دو دن تک پیسوں کا انتظام کر کے پھر ہی ایڈمٹ کروائیں گے۔۔۔ اتنا بل کہاں سے دیتے ابھی ایڈمٹ

کروا کر۔۔۔ ایہا نے واپس لانے کی وجہ بتائی۔۔

کہاں سے ہو گا اتنے پیسوں کا انتظام۔۔۔؟؟؟؟؟ بھی تو کرایہ بھی دینا ہے دو ماہ کا۔۔۔ وہ رو دینے کو تھی

ہو جائے گا تم فکر مت کرو اور امی کے پاس جاؤ۔۔۔۔۔ ایسا سنجیدگی سے کہتی سیڑھیاں چڑھ گئی

[illegible]

ہیلو۔۔۔۔۔ سر۔۔۔۔۔ اسلام و علیکم !! مم۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ میں ایسا ہا شم۔۔۔۔۔ وہ ہچکچائی

اوهههههہ۔۔۔۔۔ ایہا ہاشم۔۔۔۔۔ کہیے کیسے یاد کیا دوسری طرف تمسخرانہ انداز میں پوچھا گیا

مر-----وہ-----وہ-----ایہا نے سوکھتے ہونٹوں پر زبان پھیری

جی۔۔۔ جی۔۔۔ ضرور کہیے میں سن رہا ہوں۔۔۔ وہ محفوظ ہوا

بابا بابا!۔۔۔ دوسری طرف بے ہنگم ساتھ لگایا گیا۔ اتنی۔۔۔ اتنی جلدی۔۔۔ اُس نے ہنسی کے دوران پوچھا

میر کیا آپ مل سکتے ہیں۔۔۔۔۔ ایہا نے غصہ دباتے ہوئے پوچھا

ضرور۔۔۔ ضرور۔۔۔ پاپاپاپاپا

تو پھر میں کل آفس آ جاؤں گی۔۔۔

نو۔۔۔ نو۔۔۔ مس ایسا آفس میں نہیں۔۔۔

کیوں۔۔۔۔۔؟؟؟

ایسی ملاقاتیں آفسز میں نہیں ہوتیں۔۔۔۔۔ وہ ہنسا

تو پھر۔۔۔۔۔؟؟؟؟ وہ حیران ہوئی

پھر یہ کہ

ایہا دانیال ملک کے منہ سے جگہ کا نام سن کر سکت ہو گئی۔۔

.....

جاری ہے

قسط 2

ایہا نے دانیال ملک کے منہ سے جگہ کا سنا تو ہچکچائی۔۔

میر آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔؟؟

ٹھیک کہہ رہا ہوں۔۔۔ اگر مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو کل شام سات بجے وہاں آ جانا ورنہ تمہاری

مرضی۔۔۔ دانیال ملک نے کہہ کر کھٹاک سے کال کاٹ دی۔۔۔

ایہا کے پاس اُس کی بتائی گئی جگہ پر جانے کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔۔۔

وہ لڑکی ضرار شاہ کے پاس سے ہوتی ہوئی اُسکے پیچھے ٹیبل پر چیر گھسیٹ کر بیٹھی۔۔۔

ضرار نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا

اس لڑکی کو دانیال ملک کی ٹیبل پر بیٹھے دیکھ کر ضرار کو بلکل حیرت نہ ہوئی وہ جانتا تھا کہ۔۔۔۔

دانیال ملک کونت نئی لڑکیوں سے غرض ہوتا ہے نہ تو انکی کلاس سے اور نہ ہی حلے سے۔۔۔

دو سال میں یہ نا جانے کتنواں رشتہ تھا جو

انکار کر گئے تھے۔۔۔ اب تو سیمل نے گنتی کرنا بھی چھوڑ دی تھی۔۔۔۔

وہ ٹیرس پر بیٹھی۔۔۔ اپنی بار بار کی ریجیکشن کو سوچ رہی تھی۔۔۔

پتا نہیں اور کتنی ذلت سہنی باقی ہے سب گھر والوں کے سامنے۔۔۔

کاش کہ میرے ساتھ وہ سب نہ ہوتا جو ہوا۔۔۔ کاش میرا چہرہ بھی باقی لڑکیوں کی طرح۔۔۔۔۔

تم۔۔۔ تم ایک بار میرے سامنے آ جاؤ۔۔۔ میں تمہیں وہ اذیت دوں جو میں نے سہی ہے ان دو سالوں میں۔۔۔۔۔ میری زندگی برباد کر کے نا جانے کہاں دفنان ہو گئے ہو۔۔۔۔۔ میری بدعائیں ہر گز تمہیں سکون لینے نہیں دیں گی۔۔۔۔۔ ضرار شاہ
سیمل نے آسمان کی طرف دیکھ کر اُسے ہر بار کی طرح بے سکونی کی بد عادی۔

اسلام و علیکم سر۔۔۔۔۔ ایہا نے ڈری ڈری آواز میں کہا۔۔۔
ہو نہ۔۔۔ دانیال ملک نے سر ہلا کر شراب کا گھونٹ بھرا
جی تو مس ایہا ہاشم کس سلسلے میں ملنا چاہتیں تھیں آپ۔۔۔۔۔ وہ جانتا تھا مگر پھر
بھی پوچھا

وہ۔۔۔ وہ سر۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔ آپ کی آفر منظور ہے۔۔۔۔۔ وہ بمشکل بات مکمل کر پائی
آفر دو ہفتے پہلے آپ کو جاب کے دوران دی گئی تھی۔۔۔۔۔ جب آپ بہت پاکیزہ بی بی بن کر آفر اور جاب دونوں
میرے منہ پر مار کر آئیں تھیں۔۔۔۔۔

لفظ "آفر" سن کر ضرار شاہ کے کان کھڑے ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ آج وہ تین کام ایک ساتھ کر رہا تھا۔۔۔۔۔ شراب۔۔۔۔۔ سیگٹ۔۔۔۔۔ اور تیسرا پچھلے ٹیبل پر موجود دانیال ملک اور ایہا ہاشم کی گفتگو۔۔۔۔۔ وہ جانتا تھا کسی کی پرسنل گفتگو سننا ایک غیر اخلاقی حرکت ہے مگر پھر بھی وہ ایسا کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اتنی جلدی شرافت کا چولہ اتار پھینکا۔۔۔۔۔ ہاؤسٹرینج۔۔۔۔۔ وہ منحصرانہ ہنسا۔۔۔۔۔ سر مجھے پیسوں کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ وہ منمنائی۔۔۔۔۔ پیسوں کی ضرورت تو تب بھی تھی۔۔۔۔۔ ازناٹ۔۔۔۔۔؟؟؟؟۔۔۔۔۔ جج۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔ تو پھر۔۔۔۔۔؟؟۔۔۔۔۔ سر پلیز میں اس دن کے لیے ایکسیوز کرتی ہوں۔۔۔۔۔ اوکے۔۔۔۔۔ دانیال نے کندھے اچکائے۔۔۔۔۔ مگر دو ہفتے پہلے کی آفر اور آج کی آفر میں تھوڑا دو بدل ہو گا۔۔۔۔۔ وہ خباثت سے مسکرایا۔۔۔۔۔ لک۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔؟؟؟؟۔۔۔۔۔ وہ آفر پانچ لاکھ اور ایک رات کی تھی۔۔۔۔۔ مگر اب یہ آفر دس لاکھ اور دس دن کی ہو گی۔۔۔۔۔ اکیچو کلی میں تمہیں اپنے ساتھ سنگاپور لے جانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ کہو کیا خیال ہے۔۔۔۔۔ وہ گھونٹ بھرتا اُسے ہی دیکھ رہا تھا

مم۔۔۔۔۔ مگر سر میں۔۔۔۔۔ میں کیسے جاسکتی ہوں۔۔۔۔۔ وہ دانیال ملک کی کمینگی جانتی تھی مگر وہ اسقدر گندا ہے یہ آج جانا تھا۔۔۔۔۔

کیوں بھئی ایسے کاموں میں تو ایسا ہی ہوتا ہے اور ویسے بھی اتنے پیسوں میں پورے سال کی بکنگ ہو جاتی ہے اور تم صرف دس دن نہیں نکال پارہی۔۔۔۔۔

سر پلیز ایسا مت کریں۔۔۔۔۔ میری مدر کا آپریٹ ہونا بہت ضروری ہے سر۔۔۔۔۔ مجھے پیسوں کی اشد ضرورت ہے میں آپ کے ساتھ نہیں جاسکتی پلیز زسر۔۔۔۔۔

میں آفر بڑھا دیتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ کمینگی سے آنکھ مارتا بولا

نن۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ سر میں نہیں جاسکتی

اوکے فائن ایز یوش۔۔۔۔۔ اگر نہیں منظور تو تم جاسکتی ہو مگر میری ایک بات یاد رکھنا اتنے پیسوں کی کوئی بھی

تمہیں آفر نہیں دے گا۔۔۔۔۔ اور ویسے بھی بہت دیکھی ہیں تم جیسی۔۔۔۔۔ ابھی چند دن پہلے مجھے بے حیائی

کے طعنے دے کر آج اُسی بے حیائی کی حامی بھرنے آئی ہو اور اسی طرح کل دس تو کیا پانچ لاکھ میں بھی بخوشی آؤ

گی۔۔۔۔۔ وہ ہنسا

ہاں اگر پیسے کم ہیں تو بتاؤ۔۔۔۔۔ میں اسکا متبادل ڈھونڈ دیتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ میرا دوست ہے ناں رضی اکثر آفس

میں دیکھا ہو گا تم نے۔۔۔۔۔ اُسے بھی تم بھاگئی ہو۔۔۔۔۔ وہ بھی منہ مانگی قیمت۔۔۔۔۔

انفففففف۔۔۔۔۔ ایسا اس سے زیادہ اپنی نسوانیت کی تذلیل برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔ ٹیبل پر

ہاتھ مار کر کھڑی ہوئی

انف۔۔۔۔۔ انف دانیال ملک۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ تو انسان کہلوانے کے لائق بھی نہیں ہو اس لیے
میں اپنے الفاظ تم جیسے گندگی میں لتھڑے غلیظ پر ضائع نہیں کروں گی۔۔۔۔۔ ایسی آفریں اپنے جیسیوں کو دو
سمجھے۔۔۔۔۔ میری بے بسی نے مجھے تم جیسے شیطان کی آفر قبول کرنے کو مجبور کیا ورنہ۔۔۔۔۔

وہ غصے سے کہتی چیخ کر اٹھ کر مارتی آنسو روکتی کلب سے باہر نکلتی۔۔۔

لعنت ہو مجھ پر میں اتنا گر گئی کہ خود کو بیچنے چلی تھی۔۔۔۔۔ تف۔۔۔۔۔ تف ہے تجھ پر ایسا

ہاشم۔۔۔ تف۔۔۔ آخر کو نکلی ناں ایک جواری کی اولاد۔۔۔ وہ آنسو پونچھتی خود کو ہی لعنت ملامت کرتی
سنان سی سڑک پر تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی۔

میرے مالک مجھے معاف کر دے۔۔۔ اتنا بڑا گناہ کرنے جا رہی تھی میں۔۔۔ اپنی عزت کی چادر اپنے ہی ہاتھوں
واعدار کرنے چلی تھی۔۔۔۔۔۔۔ اُف

توبہ --- میرے مالک توبہ --- ناجانے کیسے میں نے ایسا سوچا بھی۔۔۔۔

پیچھے سے آتی بائیک پر موجود نوجوانوں نے موقع سے فائدہ اٹھا کر ایبہا کے پرس کو چھین لیا۔۔۔ وہ اپنی سوچوں

میں چلی جا رہی تھی ایسی افتاد کے لیے ہرگز تیار نہ تھی۔۔۔ جھٹکا لگنے پر اچھلی

رکو۔۔۔ رکو۔۔۔ میرا پس۔۔۔ میرا سیل۔۔۔ وہ چلاتی رہ گئی

مگر وہ لوگ اپنا کام دکھا کر جا چکے تھے۔۔۔۔

[illegible]

سیمبل بیٹا کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔ فرح بیگم نے سیمبل کے روم میں آکر اُسے اسٹڈی ٹیبل پر بیٹھے دیکھ کر پوچھا

کچھ نہیں بس ناول پڑھ رہی تھی۔۔۔ کوئی کام تھا کیا۔۔۔؟؟؟ وہ ماں کی طرف آئی

ہاں یہاں بیٹھو میرے پاس۔۔۔ انہوں نے بیڈ کی طرف اشارہ کیا

سیمل نے بیڈ پر لیٹ کر سر اُگی گود میں رکھا۔۔۔

انہوں نے جھک کر بیٹی کا ماتھا چوما

اچھا اب مسکامت لگائیں بتائیں کیا کام تھا۔۔۔۔

بہت بد تمیز ہو۔۔۔۔ مائیں بھی کبھی مسکا لگاتیں ہیں اولاد کو۔۔۔۔

میں تو مذاق کر رہی تھی مائی سویٹ مام۔۔۔۔ سیمل نے مسکراتے ہوئے ماں کے ہاتھ پکڑے۔

اچھا سنو میری بات۔۔۔۔

فرمائیں ملکہ عالیہ۔۔۔۔ شرارت سے چھیڑا

سیمیل۔۔۔۔۔

اوکے۔۔۔۔ سیریس۔۔۔۔ سیمل نے بیسے انداز میں منہ پر انگلی رکھی۔

وہ۔۔۔۔ تمہارے لیے بہت اچھا پریوزل آیا ہے۔۔۔۔

ہون۔۔۔۔ وہ تمسخرانہ ہنسی

اچھا پریوزل تو ہر دو چار ہفتے بعد آتا ہے۔۔۔۔ مگر ہر اچھا پریوزل آپ کی داغدار بیٹی کو ریجیکٹ کر جاتا ہے امی

کوئی نئی بات نہیں۔۔۔۔ وہ افسردہ سی بولی

ایسا نہیں کہتے میری جان۔۔۔۔ تم۔۔۔۔ تم لاکھوں میں ایک ہو۔۔۔۔

آپ ماں ہیں اور آپ کو اپنی بیٹی ہر عیب سے شفاف ہی نظر آئے گی
میری بیٹی میں کوئی عیب نہیں۔۔۔۔۔ فرح بیگم تڑپ کر بولیں
یہ۔۔۔۔۔ یہ عیب نہیں تو کیا ہے۔۔۔۔۔؟؟؟ سیمل نے اپنے چہرے کی طرف اشارہ کیا جہاں دائیں جانب کنپٹی
سے کان کے نیچے تک سیاہ نشان تھے جو اُسکے چہرے کی خوبصورتی کو مانند کر رہے تھے
یہ۔۔۔۔۔ یہ سب ہونا لکھا تھا میری جان۔۔۔۔۔ فرح بیگم نے اُسکے آنسو پونچھے
مگر میرے ساتھ ہی کیوں۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ ماں کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی

ابھی جو لڑکی یہاں سے نکلی ہے وہ کس طرف گئی ہے۔۔۔۔۔ ضرار شاہ نے کلب کے گیٹ پر موجود گن مین سے پوچھا۔۔۔

کون سے۔۔۔۔۔؟؟؟

ابھی چند منٹ پہلے جو نکلی ہے۔۔۔۔۔
سروہ لڑکی جس نے چادر اوڑھ رکھی تھی۔۔۔۔۔(یہاں چادر اُس کی پہچان بن گئی تھی اور وہ بد بخت اُسی چادر کو اتارنے چلی تھی)

ہاں۔۔۔۔۔ ہاں وہی۔۔۔۔۔

مروہ دائیں طرف گئی ہے۔۔۔ کیا آپ جانتے ہیں اُسے۔۔۔؟؟؟

جتنا پوچھا گیا اتنا ہی جواب دو انڈرا سٹیٹڈ۔۔۔۔۔ وہ غصے سے کہتا دامن طرف بھاگا۔۔۔

گن مین نے حیرت سے اُسے ایک لڑکی کے پیچھے بھاگتے دیکھا۔۔۔۔۔

میں کیوں یہاں ہوں مجھے بھی لے جاؤ۔۔۔۔۔ لے جاؤ مجھے بھی۔۔۔۔۔ لوٹ لو سب۔۔۔۔۔ بکاؤ مال ہوں۔۔۔۔۔
میں۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ آؤ۔۔۔۔۔ لگاؤ۔۔۔۔۔ میری بولی۔۔۔۔۔ میں تیار ہوں۔۔۔۔۔ لگاؤ بولی۔۔۔۔۔
ایہا پرس چھن جانے کے صدمے سے زمین پر بیٹھی بنا سوچے سمجھی چلا رہی تھی
پرس میں موبائل اور چند ہزار روپے تھے جو وہ ایک کولیگ سے مانگ کر لائی تھی تاکہ گھر کا کرایہ ادا ہو سکے اور
اب پرس چھن چکا تھا اور وہ صدمے سے چور گھٹنوں میں سر دیے اونچی آواز میں رورہی تھی۔۔۔۔۔
کچھ فاصلے پر کھڑے ضرار شاہ نے یہ چیخ و پکار بخوبی سنی۔۔۔۔۔
وہ آہستگی سے چلتا ہوا پاس آیا۔۔۔۔۔

ایہا نے اپنے قریب کسی کی موجودگی محسوس کرتے ہوئے گھٹنوں سے سر اٹھایا اور سٹریٹ لائٹس کی مدھم
روشنی میں اپنی طرف دیکھتے اُس بینڈ سم سے شخص کو دیکھا۔۔۔۔۔
یہ یقیناً اُسی کلب سے میرے پیچھے آیا ہو گا۔۔۔۔۔ وہ جلدی سے کھڑی ہوئی
میں۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہوں۔۔۔۔۔
پرس چھیننے کا صدمہ شاید اُسکے دماغ کو مفلوج کر چکا تھا۔۔۔۔۔ ایسے پھر سے وہی کچھ کہہ رہی تھی جس سے ابھی چند
منٹ پہلے توبہ کی تھی۔۔۔۔۔

مم۔۔۔۔ مگر پیسے اپنی مرضی کے لوں گی۔۔۔۔ میں خوبصورت ہوں۔۔۔۔ یقین نہ آئے تو وہ وہاں (ایہا نے
(کچھ فاصلے پر موجود سٹریٹ لائٹ کی طرف اشارہ کیا

وہاں روشنی میں لے جا کر دیکھ لو۔۔۔۔ وہ پاگلوں کی طرح اشارہ کرتی بولی
ضرار شاہ کو آج اتنے عرصے بعد پھر سے کسی لڑکی پر ترس آیا تھا۔۔۔۔ یا پھر شاید اُس کی بے بسی، بے چارگی
پر ترس آیا تھا۔۔۔۔ اسی لیے آہستگی سے مزید قریب ہوا۔۔۔۔

بائیں ہاتھ میں پکڑے چیک کو آگے بڑھایا جو وہ آتے ہوئے گاڑی میں موجود چیک بک سے سائن کر کے لایا
تھا۔۔۔۔

یہ لے لو۔۔۔۔ جتنے پیسوں کی تمہیں ضرورت ہے اُس سے کہیں زیادہ ہیں۔۔۔۔ مگر میری ایک بات یاد
رکھنا۔۔۔۔

عورت کی عزت۔۔۔۔ اُسکی نسوانیت۔۔۔۔ اتنی ارازاں نہیں ہوتی کہ چند پیسوں کے عوض بیچ دی
جائے۔۔۔۔ یہ تو بہت نازک ہوتی ہے جس پر پڑا

ہلکا سا چھینٹا بھی اسکی ساری زندگی برباد کر دیتا ہے۔۔۔۔ اور جو عورتیں اپنے ہاتھوں اپنی عزت بیچتیں ہیں وہ
۔۔۔۔۔۔ پھر وہ خود کو عورت کہلوانے کی حقدار نہیں۔۔۔۔۔۔

ضرار نے اُسے اپنی طرف حیرانگی سے دیکھتے پا کر آہستگی سے اُسکا ہاتھ پکڑا اور چیک تمہا کرواپس مڑ
گیا۔۔۔۔۔۔

ایہا منہ کھولے اُسے تب تک دیکھتی رہی جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔

سیمل پنجاب یونیورسٹی میں بی ایس کیمسٹری کی اسٹوڈنٹ تھی۔۔۔۔

اس وقت وہ اور اسکی چند کلاس فیلوز کیمسٹری لیب میں موجود مختلف کیمیکلز کے تجربات کر رہی تھیں۔۔۔۔۔
یونیورسٹی میں چند دن پہلے آکسفورڈ یونیورسٹی کے کچھ اسٹوڈنٹس کسی سروے کے سلسلے میں پاکستان آئے
تھے۔۔۔۔۔

ان اسٹوڈنٹس میں ضرار شاہ بھی شامل تھا۔۔۔۔

ضرار شاہ اپنی بائیس سالہ زندگی میں دوسری دفعہ پاکستان آیا تھا۔۔۔۔۔ پہلی دفعہ پندرہ سال کی عمر میں عالم
شاہ (باپ) کے ایکسچینج پر صرف ایک ہفتے کے لیے اور دوسری بار اب۔۔۔۔۔

اس لیے اب وہ پاکستان بلکہ لاہور کو ان چند دنوں میں اچھی طرح سے دیکھ لینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ اور اس کام کی
شروعات وہ یونیورسٹی سے کر چکا تھا۔۔۔۔۔

آج اُنے مختلف ڈیپارٹمنٹس کا وزٹ کیا تھا اور اب تھکن سے چور ہاسٹل کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اچانک اسکی
نظر کیمسٹری لیب کے بورڈ پر پڑی۔۔۔۔۔ اسنے اپنے قدم ہوسٹل کی بجائے اس طرف موڑ دیے۔۔۔۔۔ اب وہ لیب
جار ہا تھا۔۔۔۔۔

جاری ہے

قسط 3

ضرار شاہ جاتے جاتے ناصرف چیک چھوڑ گیا بلکہ اپنا لمس بھی ایہا ہاشم کے ہاتھوں پر چھوڑ کر جا چکا تھا۔۔۔۔۔
سنو۔۔۔۔۔ رکو۔۔۔۔۔ کون ہو تم۔۔۔۔۔ رکو۔۔۔۔۔ میری بات سنو پلیز۔۔۔۔۔ ایہا اُسکے او جھل ہوتے ہی
ہوش میں آکر اُسکے پیچھے بھاگی۔۔۔۔۔ مگر وہ جا چکا تھا۔۔۔۔۔
وہ حیرت سے اپنے ہاتھ میں موجود دس لاکھ کے چیک کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

لیب میں مختلف کیمیکلز کی سمیل نے ضرار شاہ کا استقبال کیا۔۔۔۔۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا رد گرد کا جائزہ لے
رہا تھا۔۔۔۔۔

سمیل۔۔۔۔۔ وہ دیکھو ضرار شاہ۔۔۔۔۔ حمنانے اُسے ہلایا جو ایسڈ کے جار کو احتیاط سے ٹیبل پر رکھ رہی تھی۔۔۔۔۔
ایڈیٹ یہ ایسڈ ہے گر گیا تو۔۔۔۔۔ سمیل نے اُسے گھور کر کہا

چھوڑو اس ایسڈ ویسڈ کو۔۔۔۔۔ وہ دیکھو ضرار شاہ۔۔۔۔۔ حمنانے کچھ فاصلے پر موجود ضرار کی طرف اشارہ کیا
تیرے مامے کا پتر ہے یہ ضرار شاہ جو کان کھائی جا رہی ہو۔۔۔۔۔ وہ چڑی

ارے نہیں یار۔۔۔۔۔ وہ آکسفورڈ یونیورسٹی کا اسٹوڈینٹ۔۔۔۔۔؟؟؟

ہاں تو میں کیا کروں اسے۔۔۔۔۔ سمیل نے ایک نظر اُس آدھے انگریز اور آدھے پاکستانی کو دیکھا جو بلیک پینٹ
اور بلیک ہی ٹی شرٹ میں ریڈ جو گز پہنے بہت دلکش لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

ہو گا۔۔۔۔۔ سیمل نے شان سے کہہ کر بیگ سے سیل نکالا

بہت ہی بور ہو تم قسم سے۔۔۔۔۔ تمہیں آج سے دو، چار صدیاں پہلے اس دنیا میں آنا چاہیے تھا۔۔۔۔۔ بُڈھی

روح۔۔۔۔۔حمنانے اسکے بازو پر دھبہ ماری۔۔۔

دھبہ لگنے سے سیمیل کا سیل چھوٹ کر ٹیبل کے نیچے جا گرا۔۔۔

ڈفر۔۔۔ اس نے حمنا کو گھورا

سسوووورری۔۔۔۔۔پار۔۔۔۔۔سوری۔۔۔۔۔وہ ڈھٹائی سے مسکرائی

اچھا تم اُٹھاؤ سیل۔۔۔ میں اتنے میں آنکھ سے نوٹس پکڑ لاؤں۔۔۔۔۔ حمنا کہتی ہوئی آنکھ کے گروپ کی طرف بڑھ گئی۔۔

ضرار شاہ سیل کان سے لگائے گرینی سے بات کرتا ہوا اُسی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔۔۔
 باپ سے مل آنا۔۔۔۔۔

میراموڈ نہیں گرینی اینڈیلیزڈونٹ فورس می مور۔۔۔۔۔ وہ اکتیاہو اسابولا

او کے فائن۔۔۔ ایزلیوش مائی سن۔۔۔ وہ مسکرائیں

تھینکس سوٹی

وہ بات کرتا ہوا نیلے پیلے کیمیکلز کے جارز کو دیکھتا آگے بڑھا کہ اچانک پاؤں کسی وجود سے زوردار انداز میں

حکمرایا۔۔۔

اس تصادم کے نتیجے میں نہ صرف اُسکا سیل چھوٹ کر دور جا گر ابلکہ وہ خود بھی نیچے جھکے ہوئے وجود پر گرا۔۔۔۔۔

ضرار شاہ کا بچاؤ کے لیے اٹھایا گیا ہاتھ ٹیبل پر موجود ایسڈ جار پر پڑا۔۔۔۔۔

اور پھر۔۔۔۔۔ پھر۔۔۔۔۔ پورے لیب میں سیمیل فاروق کی کرب ناک چیخیں بلند ہوئیں۔۔۔۔۔

بیا کہاں تھی تم۔۔۔۔۔ رات کے دس بج چکے ہیں۔۔۔۔۔ امی بار بار پوچھ رہیں تھیں تمہارا۔۔۔۔۔ یہاں اُسے گیٹ پر ہی روکا

انف نہا۔۔۔۔۔ آگے تو آنے دو مجھے۔۔۔۔۔ وہ غصے سے کہتی آگے بڑھی

امی سو گئیں کیا۔۔۔۔۔ اس نے برآمدے میں آکر پوچھا

ہاں۔۔۔۔۔ وہ میڈیسن لے لی تھی اسی لیے۔۔۔۔۔

اچھا مجھے بھوک نہیں ہے تم کھانا کھا لو۔۔۔۔۔ میں سونے جا رہی ہوں مجھے تنگ مت کرنا۔۔۔۔۔ ایہا کہتی

ہوئی سیڑھیاں پھلانگ گئی۔۔۔۔۔

یہاں حیرانی سے اُسکی پشت کو دیکھا۔۔۔۔۔

ضرار شاہ۔۔۔۔۔ عالم شاہ اور فاطمہ (جیکلین) کا اکلوتا بیٹا تھا۔۔۔۔۔

عالم شاہ تعلیم کے سلسلے میں یو کے گئے اور وہیں انہیں جیکلین پسند آگئی۔۔۔ دوسری طرف جیکلین بھی ان سے متاثر ہو چکی تھی۔۔۔

عالم شاہ کو جیکلین کی پسندیدگی کا پتہ چلا تو اظہار میں ذرا دیر نہ کی۔۔۔۔۔ جیکلین تو جیسے تیار ہی بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ فوراً سے شادی کا کہا۔۔۔۔۔ پر مذہب کی دیوار کو عالم شاہ نے محسوس کیا۔۔۔۔۔

مگر یہ مسئلہ بھی جیکلین نے خود ہی حل کر دیا اسلام قبول کر کے۔۔۔۔۔ اب شادی میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔۔۔۔۔ اس لیے ایک روز دونوں نکاح کے مضبوط بندھن میں بندھ گئے۔۔۔۔۔ عالم شاہ نے جب پاکستان اپنی شادی کا بتایا تو وہاں سے غم و غصے کا اظہار کیا گیا۔۔۔۔۔ اور ساتھ ہی وجاہت شاہ (والد) کی طرف سے قطع تعلقی بھی کر دی گئی۔۔۔۔۔

شادی کے ڈیڑھ سال بعد فاطمہ (جیکلین) ضرار شاہ کو جنم دے کر اس دنیا سے چلی گئی۔۔۔۔۔

عالم شاہ نے بہت مشکل سے خود کو سنبھالا اور اب وہ واپس پاکستان جانا چاہتے تھے۔۔۔۔۔

گرینی (فاطمہ کی مدر) نے عالم شاہ پر زور دیا کہ وہ ضرار کو انکے پاس یو کے چھوڑ جائیں۔۔۔۔۔ تھوڑی پیش و پیش کے بعد وہ ایک سالہ ضرار کو گرینی کے پاس چھوڑ کر واپس پاکستان آ گئے۔۔۔۔۔

ضرار نے بھی اپنی ذات گرینی تک محدود کر لی۔۔۔۔۔ باپ سے کوئی خاص لگاؤ نہ تھا۔۔۔۔۔ محض فون پر چند باتیں کر لیتا۔۔۔۔۔

عالم شاہ کے اصرار کے باوجود وہ مستقل پاکستان نہیں آیا تھا۔۔۔۔

عالم شاہ پاکستان میں اپنی کزن سے شادی کر چکے تھے جس سے اُن کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔۔۔۔
شاید اسی لیے ضرار پاکستان نہیں آتا تھا کہ باپ کو کونسا اُسکی ضرورت ہے۔۔ اولاد تو اُنکے پاس موجود ہے۔۔۔۔

مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اولادیں چاہے کتنی ہی ہوں مگر پہلی اولاد کی اپنی ہی بات ہوتی ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ پہلی اولاد ہی ایک عورت اور مرد کو پہلی دفعہ ماں اور باپ کے رُتبے پر فائز کر کے ان کی تکمیل کرتی ہے۔۔۔۔۔

اگلے دن ایہا نے ہو سپٹل میں سارے چار جزیع کروائے اور اس سے اگلے ہی دن کا آپریشن اپوائنٹمنٹ لے لیا۔۔۔۔۔

وہ کافی حد تک خود کو سنبھال چکی تھی۔۔۔ اور بارہا اُس پاک ذات کا شکر ادا کر چکی تھی جس نے اس مہرباں کو بھیج کر اُسے گندگی میں لتھڑنے سے بچا لیا۔۔۔۔۔

وہ کون تھا۔۔۔۔۔ اور کیوں اتنی بڑی رقم بنا کسی ثبوت کے دے گیا۔۔۔۔۔ اس بارے میں وہ فلحال سوچنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

نیہا بارہا اُس سے اتنے زیادہ پیسوں کا پوچھ چکی تھی مگر ایہا نے اُسے ٹال دیا۔۔۔ ابھی سب سے ضروری ماں کا آپریشن تھا۔۔۔۔۔ وہ خیریت سے ہو جائے باقی سب پھر۔۔۔۔۔

یہی سوچ کر وہ خود کو ریلیکس کر چکی تھی۔

سیمل ٹیبل کے نیچے سے موبائل اٹھانے جھکی تھی جب ضرار اُس کی ٹانگوں سے اڑ کر گرا اور اس کے ہاتھ سے گرنے والا ایسڈ سیمل کے چہرے کو داغدار کر گیا۔۔۔

تین ہفتے تک سیمل ہو اسپتال ایڈمٹ رہی۔۔۔ اس دوران ضرار شاہ نے سیمل کے گھر والوں سے معافی مانگی تھی۔۔۔

سب جانتے تھے یہ ایک حادثہ تھا۔۔ اس لیے فرح بیگم نے اُسے معاف کر دیا تھا۔۔۔ وہ سیمل سے ملنا چاہتا تھا مگر ڈاکٹرز نے منع کیا تھا کسی کو بھی ملنے سے۔۔۔

اُن کے ٹور کی واپسی کا دن آگیا تھا اور وہ سیمل سے ملے بنا اس سے ایکسیوز کیے بنا ہی واپس یو کے آگیا۔۔۔۔۔

سیمل کی دوسرے جریز ہوئیں جس سے اُس کا فیس کافی حد تک ریکور کر گیا تھا۔۔۔ مزید سرجریز درکار تھیں مگر سیمل کے دونوں بھائیوں نے اتنے اخراجات اٹھانے سے انکار کر دیا۔۔۔ جسکی وجہ سے ابھی کچھ سیاہ دھبے کپٹی سے کان کے نیچے تک موجود تھے۔۔۔ اور اُسکے چہرے کے ان داغوں کی وجہ سے ہی ہر رشتے والے انکار کر جاتے تھے۔۔۔ دو سال ہو گئے تھے اس حادثے کو جب فرح آج پھر سے اُسے کہنے آئیں تھیں کہ ایک اچھا رشتہ آیا ہے اُس کے لیے۔۔۔

سیمل۔۔۔۔ وہ لوگ کل آئیں گے، مجھے اور تمہارے بھائیوں کو کوئی اعتراض نہیں ہے اس رشتے پر اور وہ لوگ بھی رشتے کے ساتھ ہی شادی کی ڈیٹ بھی لے لیں گے۔۔۔۔

سیمل نے حیرانگی سے ماں کو دیکھا۔

کیوں۔۔۔۔ پہلے مجھے دیکھیں گے نہیں کیا۔۔۔۔؟؟؟؟ وہ طنزیہ بولی

وہ تمہیں دیکھ چکا ہے۔۔۔۔ فرح بیگم نے آہستگی سے کہا۔

کون۔۔۔۔؟؟؟؟ وہ ہونق ہوئی۔

ضرار شاہ۔۔۔۔ دھماکا ہوا

ماں کے منہ سے ضرار شاہ کا نام سُن کر وہ بُت بن گئی۔

ضرار پاکستان سے واپس تو آگیا تھا مگر اُسکی سوچیں ابھی بھی وہیں تھیں۔۔۔۔

وہ جانتا تھا اس سب میں اس کا کوئی قصور نہیں مگر پھر بھی گلٹی فیل کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ سوچ چکا تھا اُسے کیا کرنا ہے مگر اپنی اسٹڈیز کمپلیٹ کر کے ہی کوئی اسٹیپ لینا چاہتا تھا۔۔۔۔

دو سال ہو گئے تھے اُس حادثے کو، جب اُس نے گرینی سے سیمل سے شادی کا کہا۔۔۔۔

گرینی اُس کی فطرت اچھے سے جانتی تھیں کہ جب بھی اُس کے ہاتھوں کسی کا نقصان ہو جائے تو وہ تب تک چین سے نہیں بیٹھتا جب تک اس نقصان کو کسی نہ کسی طرح پورا نہ کر دے۔۔۔۔

وہ جانتی تھیں کہ ہزار صرف اپنی غلطی کے ازالے کے لیے سیمل سے شادی کر رہا ہے اس سب میں دل کا کوئی معاملہ نہیں مگر وہ اسے روکنا نہیں چاہتی تھیں۔ اس لیے انہوں نے عالم شاہ سے بات کی۔۔۔۔۔
عالم شاہ کو اور کیا چاہیے تھا اُن کا بیٹا پاکستان میں شادی کر رہا تھا۔۔۔ اس لیے انہوں نے فوراً حامی بھر لی۔۔۔۔۔
اور آج عالم شاہ، گرینی اور ضرار شاہ سیمل فاروق کے گھر اُسکا رشتہ لینے آئے تھے۔۔۔۔۔
فرح بیگم نے سیمل کی مرضی کے خلاف ہی اُن کو ہاں میں جواب دے کر تین دن بعد نکاح اور پندرہ دن بعد رخصتی طے کر دی تھی۔۔۔۔۔

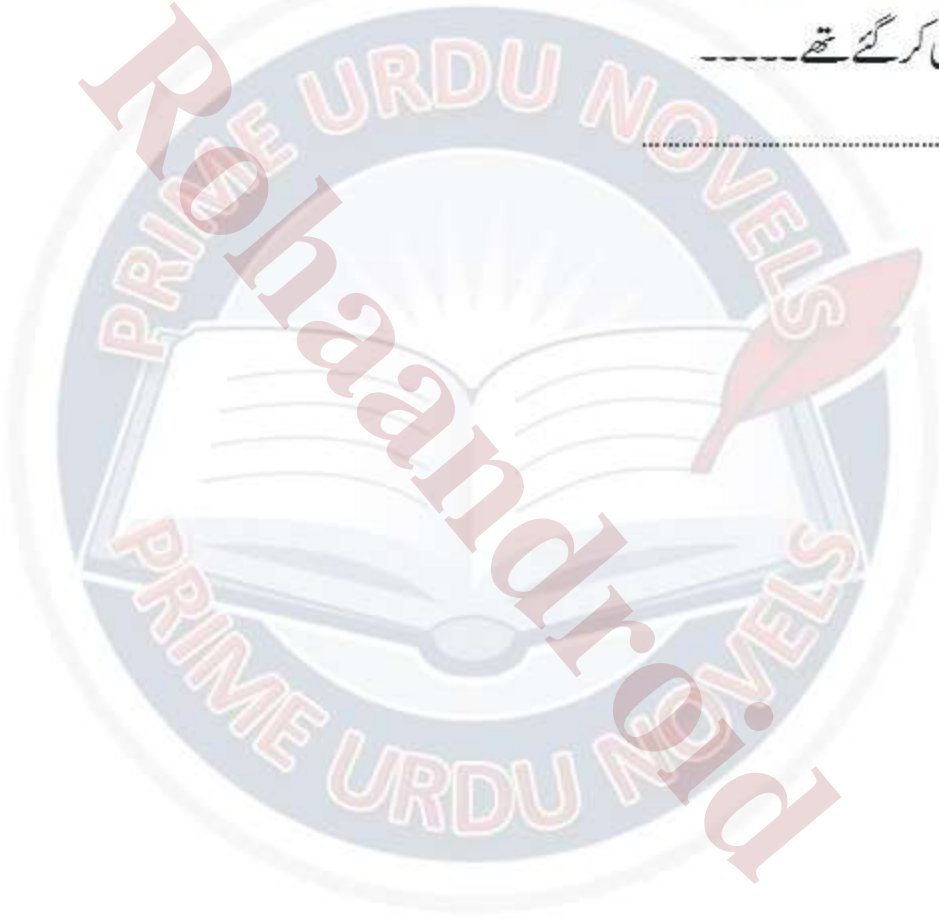
جلدی سے تیار ہو جاؤ سیمل۔۔۔۔۔ مارکیٹ کا چکر لگا آئیں۔۔۔ تمہاری بھابیوں سے مجھے کوئی امید نہیں ہے اس لیے خود ہی شاپنگ کر آئیں۔۔۔۔۔
اٹھو میرا بچہ۔۔۔۔۔ فرح نے ساکت بیٹھی سیمل کا کندھا ہلایا۔۔۔۔۔
میں نہیں جاؤں گی۔۔۔۔۔ اور نہ ہی یہ شادی کروں گی۔۔۔۔۔
سیمل بچپنا چھوڑو تم جانتی ہو سب پھر بھی۔۔۔۔۔
میں جانتی ہوں اسی لیے کہہ رہی ہوں مجھے ضرار شاہ سے شادی نہیں کرنی ہے۔۔۔۔۔
کیوں نہیں کرنی شادی۔۔۔۔۔ تم جانتی ہوناں دو دن بعد نکاح ہے تمہارا۔۔۔۔۔
مجھے نفرت ہے ضرار شاہ سے۔۔۔۔۔ میں ہر گز اس سے شادی نہیں کروں گی۔۔۔ جب جب اُسے دیکھوں گی مجھے اُس روز اسکی وجہ سے ملنے والی اذیت یاد آئے گی اور میں اُسے۔۔۔۔۔

بس سیمل اُس روز جو بھی ہوا اس میں ضرار کا کوئی قصور نہیں تھا۔۔۔۔۔ فرح تھل سے بولیں
قصور تو میرا بھی نہیں تھا امی پھر مجھے کیوں سزا ملی۔۔۔۔۔
اور تم اس سزا کو ختم کونسا کرنا چاہتی ہو۔۔۔۔۔ پچھلے دو سال سے ریکیکشن سن سن کر تھکی نہیں ہو کیا جو پھر انکار کر
رہی ہو۔۔۔۔۔ وہ خفا ہوئیں
تویوں کہیں ناں آپ بھی تنگ آگئی ہیں مجھ سے اپنے بیٹوں کی طرح۔۔۔۔۔
سیمل۔۔۔۔۔ سیمل۔۔۔۔۔ سمجھ کیوں نہیں رہی ہو تم۔۔۔۔۔
مجھے نہیں سمجھنا امی۔۔۔۔۔
تو مت سمجھو بس اتنا جان لو کہ یہ تمہاری ماں کا فیصلہ ہے
امی۔۔۔۔۔ وہ منمنائی
پلیز سیمل میں ہاتھ جوڑتی ہوں میری بوڑھی بڈیوں میں اتنی طاقت نہیں کہ تمہیں اس زمانے کہ سرد و گرم سے
مزید بچا سکوں۔۔۔۔۔ میری جان۔۔۔۔۔ اپنی ماں کی آخری خواہش سمجھ کر قبول کر لو۔۔۔۔۔ یہ لو ہاتھ جوڑتی
ہوں تمہارے سامنے۔۔۔۔۔
امی یہ کیا۔۔۔۔۔ پلیز امی۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔ میں تیار ہوں۔۔۔۔۔ سیمل نے ماں کے ہاتھوں کو پکڑ کر ہونٹوں سے لگا لیا۔
.....
ٹھیک تین دن بعد سیمل فاروق اور ضرار شاہ کا نکاح ہو گیا۔۔۔۔۔

پندرہ دن بعد رخصتی تھی۔۔۔۔۔ اور ان پندرہ دنوں میں ہی عالم شاہ نے اپنے اشرور سوخ سے سیمل کے
پیپر ز بھی ریڈی کروا لیے تھے۔

اور سولہویں دن صبح گیارہ بجے کی فلائٹ سے گرینی، ضرار اور سیمل۔۔۔ مسز سیمل ضرار۔۔۔ بن کر یو کے
کے لیے فلائی کر گئے تھے۔۔۔۔۔

جاری ہے



ایہا اور نیہا بہت خوش تھیں۔۔۔

او کے میڈم۔۔۔ اب آپ بے فکر ہو کر جائیں اور خیریت سے واپس آئیں۔۔۔ نیہا شوخی سے بولی
ہاں جا رہی ہوں دروازہ بند کر لو۔۔۔ ایہا مسکراتی ہوئی باہر نکل گئی

ایہا نے اُسے دانیال ملک کی آفر سے لے کر اُس اجنبی مہرباں کی مہربانی تک کی تمام باتیں بتا دیں۔۔۔

اب۔۔۔۔۔ اب کہاں سے اتنے پیسے واپس کریں گے اور کس طرح۔۔۔۔۔ تم تو نام بھی نہیں جانتی ہو اس کا۔۔۔۔۔ نیہا ابھی

ہاں۔۔۔۔۔ میں بھی یہی سوچ رہی ہوں اگر کوئی اتہ پتہ ہوتا تو کم از کم اس کا شکریہ تو ادا کر دیتی اور پھر کہیں جاب کر کے قسطوں میں اُسکے پیسے لوٹا دیتی۔۔۔۔۔ پر اب۔۔۔۔۔

بیا۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ تم نے چیک پر اُن کا نام نہیں پڑھا۔۔۔۔۔؟؟؟ نیہا نے ایکسائٹڈ ہو کر پوچھا یہی تو غلطی ہو گئی مجھ سے۔۔۔۔۔ میں اُس روز اتنی اپ سیٹ تھی کہ بنا دیکھے، بنا سوچے سمجھے ہی بینک سے کیش کروایا اور ہو اسپتال میں آپریشن کے لیے جمع کروا دیے۔۔۔۔۔ اور اب یہی سوچ رہی ہوں کہ میں اُس شخص کو کیسے ڈھونڈو گی۔۔۔۔۔ وہ پریشان سی بولی

ہم بینک سے پتہ کر لیتے ہیں۔۔۔۔۔ نیہا نے مشورہ دیا مگر کیا کہوں گی میں کہ آج سے بیس، بائیس دن پہلے میں نے ایک چیک کیش کروایا تھا پتہ نہیں کس کے نام کا پلینز بتائیں کیا نام لکھا تھا اُس پر۔۔۔۔۔ ایہا نے کڑھتے ہوئے اُسکے مشورے کا مذاق اڑایا۔۔۔۔۔ تو پھر اب۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟

پھر یہ کہ اپنے ننھے سے دماغ کو اتنا تھکاؤ کہ وہ بالکل ہی ٹھس ہو جائے۔۔۔۔۔ ایہا نے بہن کی شکل دیکھ کر کہا بہت بد تمیز ہو تم۔۔۔۔۔ نیہا نے منہ بسوڑ کر مکا جڑا

بہت عرصے بعد دونوں بہنوں کی ہنسی کمرے میں گونجی تھی۔۔۔۔۔

سیمل بیٹا اُس یور روم ناؤ بی فریش اینڈ ٹیک سم ریٹ۔۔۔۔ میں چائے بھجواتی ہوں
گرینی مسکرا کر کہتیں سیمل کو ضرار کے روم میں چھوڑ کر چلی گئیں۔۔۔
سیمل نے چاروں اور نظریں گھما کر کمرے کا جائزہ لیا۔۔۔۔
اونہہ کمرہ تو اچھا ڈیکوریٹ کیا ہے۔۔۔۔ اُس نے ناک چڑھا کر تعریف کی
مجھے کیا اس کمرے سے اور کمرے والے سے۔۔۔۔ وہ کندھے اچکاتی واش روم میں گھس گئی۔۔۔
فریش ہو کر نکلی کہ کمرے میں ضرار کو موجود پایا۔۔۔۔۔۔ وہ نظر انداز کرتی آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر
بال بنانے لگی۔۔۔
ضرار اس بے نیازی پر مسکراتا اُس کی طرف بڑھا۔۔۔
باؤ آریومانی ڈیروائف۔۔۔۔ اس نے سیمل کے پیچھے کھڑے ہو کر آئینے میں نظر آتے اس کے عکس سے پوچھا
سیمل نے ایک نظر اس پر ڈالی اور بنا جواب دیے پھر سے بالوں میں برش چلانے لگی۔۔۔
خفا ہو مجھ سے۔۔۔۔؟؟ پر کس بات پر۔۔۔۔؟؟ وہ اُسکے انداز سے حیران ہوا
سیمل ابھی بھی خاموش رہی۔۔۔
سیمل۔۔۔۔۔۔ ضرار نے اسکا رخ اپنی طرف کیا
وہ نظریں جھکا گئی
۔۔۔۔ لوکنگ نائٹ۔۔۔۔ تعریف کی گئی
اس تعریف پر سیمل نے جھٹکے سے سراٹھایا۔۔۔۔

یس۔۔۔۔۔ یو آر لو کنگ سویرٹی۔۔۔۔۔ ضرار نے اُسے قریب کیا

کہاں سے لگ رہی ہوں پرئی۔۔۔؟؟ وہ ابھی بھی تپتی ہوئی تھی اس جھوٹی تعریف پر

فرام ہیز۔۔۔۔۔ ضرار نے بوجھل سی آواز میں کہہ کر اُسکے سیاہ دھبوں کو بہت پیارا اور آہستگی سے ہونٹوں سے چھوا۔

سیمل کو اس سے اتنی بے باکی کی امید نہ تھی اس لیے فوراً پیچھے ہٹی

آئی ایم ٹائرڈ۔۔۔ کہتی ہوئی وہ جلدی سے بستر کی جانب بڑھی

فائن سویٹی۔۔۔ ٹیک ریسٹ۔۔۔ ضرار مسکراتا ہوا واش روم میں چلا گیا۔۔۔

پچھے سیمل خود کو ڈپٹ رہی تھی کہ مجھے ہر گز اس شخص کی چالوں میں نہیں آنا ہے بلکہ مجھے تو اس کے ساتھ

اس سے آگے وہ صرف مسکرائی اور کفرٹ منہ تک لے کر آنکھیں بند کر لیں۔۔۔

ایک ہفتے سے اوپر ہو گیا تھا۔۔۔ انہیں انگلیٹنڈ آئے ہوئے مگر سیمل نے ضرار کو خود کے قریب نہیں آنے دیا۔۔۔۔۔

وہ جب بھی کوئی کوشش کرتا سمیل کوئی ناکوئی بہانا بنا کر خود کو بچا لیتی۔۔۔۔۔

ضرر اُسکے انداز سے حیران ضرور تھا مگر فعال خاموشی سے بچ کر رہا تھا۔۔۔ کہ سیمبل ایسا کیوں کر رہی ہے۔

انہی دنوں گرینی نے انہیں بتائے بغیر ان کی ملائیشیا کی کنکس بک کروائیں اور کھانے کے ٹیبل پر سر پرانز آوٹ کیا۔۔۔

گرینی آپ پوچھ تو لیتیں بلا وجہ اتنے پیسے ضائع کیے۔۔۔ ضرار پانی کا گلاس منہ کو لگا تا بولا جو پیسے میں اپنی خوشی سے اپنے بچوں پر خرچ کر رہی ہوں وہ کیسے ضائع ہوئے بھلا۔۔۔۔۔

اور ویسے بھی ہنی مون پر شادی کے شروع دنوں میں جاتے ہیں پھر بے بیز آگئے تو کتنا مشکل ہو جائے گا۔۔۔۔۔ کیوں سیمل میں ٹھیک کہہ رہی ہوں ناں۔۔۔ گرینی نے مسکرا کر سیمل کو دیکھا سیمل تو انکی بات پر ہی سر جھکا گئی تھی کیا جواب دیتی۔۔۔۔۔ ضرار نے ایک نظر اسکے جھکے سر کو دیکھا اور کھڑا ہوا۔۔۔۔۔ گرینی میں فحشی کی طرف جا رہا ہوں۔۔۔

اوکے چلے جاؤ بٹ ملائیشیا کے لیے ریڈی رہنا رائٹ۔۔۔؟؟

اوکے۔۔۔ وہ گرینی کے سر کا بوسہ لے کر مسکراتا ہوا نکل گیا

سیمل بیٹا تم خوش نہیں ہو کیا۔۔۔؟؟ گرینی نوٹ تو کب سے کر رہی تھیں مگر پوچھا آج تھا۔

نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں خوش ہوں۔۔۔ وہ بمشکل مسکرائی

تو پھر تیار ہو کر رہا کرو میری جان۔۔۔ ابھی تو شادی کو چند دن ہوئے ہیں۔۔۔ میں نے تو سنا تھا پاکستانی لڑکیاں

میک اپ کی بہت دیوانی ہوتی ہیں۔۔۔ مگر تم تو بہت سیمپل ہو۔۔۔

دیکھو یہی دن ہیں ایک دوسرے کو انڈر اسٹینڈ کرنے کے۔۔۔۔۔

مگر تم لوگ تو ایک دوسرے سے کھنچے کھنچے سے رہتے ہو۔۔۔ کیا وجہ جان سکتی ہوں میں۔۔۔؟؟

نہیں گرینی آپ کو وہم ہوا ہو گا ایسا کچھ نہیں اور میں بھی پہلی دفعہ گھر والوں سے اتنا دور آئی ہوں اس لیے

ایڈ جسٹمنٹ میں وقت تو لگے لگا۔۔۔ سیمل اتنا سی بولی

آئی نوڈیٹ ایڈ جسٹمنٹ میں وقت لگے لگا۔۔۔ پر میں تم سے ایک بات کرنا چاہتی ہوں تم میری وہ بات مانو گی ناں

سیمل۔۔۔۔۔ گرینی نے مان سے پوچھا

جی۔۔۔۔۔ جی کریں بات۔۔۔۔۔ وہ فور ابولی جیسے بات سن کر جان چھڑوانا چاہتی ہو

سیمل ضرار محبتوں کے معاملے میں بہت ان لکی رہا ہے۔۔۔۔۔ پیدائش پر ماں چلی گئی اور پھر عالم کے پاکستان

جانے سے وہ باپ سے بھی محروم ہو گیا۔۔۔۔۔ میں جانتی تھی یہ سب پر خود کی تنہائی مٹانے کو ضرار کو اپنے پاس

رکھ لیا۔۔۔۔۔

اپنی ساری ممتا، ساری محبتیں میں نے اُسی پر لٹائی ہیں۔۔۔۔۔ مگر پھر بھی کچھ کمی سی ہے۔۔۔۔۔ اور میں چاہتی ہوں

وہ کمی تم اپنی محبت دے کر پوری کر دو۔۔۔۔۔

دیکھو میں جس اتج میں ہوں کبھی بھی چل بسوں گی۔۔۔۔۔ مگر چاہتی ہوں کہ میرے بعد کوئی ہو جو

بڑے مان سے اُسے چاہے۔۔۔۔۔ اُسے کی تنہائی کو سمیٹے اور وہ کوئی تم ہی ہو سیمل۔۔۔۔۔ گرینی مسکرائیں

پتہ ہے سیمل۔۔۔۔۔ میں نے اپنے بیٹے کو عورت کی عزت کرنا سکھایا ہے اور تم یہ سب دیکھو گی بھی اسکے ساتھ

رہ کر۔۔۔۔۔

ایک مرد کی لائف میں ہر عورت کی مخصوص جگہ ہوتی ہے۔۔۔۔ ماں، بہن، بیوی اور بیٹی۔۔۔۔ اور میرے
ضرار نے نہ ماں دیکھی اور نہ ہی بہن۔۔۔۔ بیوی کی صورت میں تم آگئی ہو اور اگر اوپر والے نے چاہا تو وہ بیٹی
سے بھی نواز دے گا۔۔۔۔

سیمل انتہائی بے زاری سے سب سن رہی تھی

تم۔۔۔ تم دیکھنا سیمل میرا ضرار ہر رشتے میں کتنا سنسیئر ہو گا۔۔۔ مجھے یقین ہے وہ تمہیں بہت عزت اور محبت
دے گا۔۔۔ اور میری ریکویسٹ ہے سیمل کہ تم بھی اُس سے محبت کرنا، وفا کرنا اور اُسکی ساری تشنگیوں کو
مٹا دینا میری جان۔۔۔ تم سمجھ رہی ہوناں میری باتیں۔۔۔ گرینی نے اُس کا ہاتھ تھاما
جج۔۔۔ جی۔۔۔ سیمل نے غائب دماغی سے سر ہلایا
اوہ کھینکس سویٹ گرل۔۔۔ گرینی نے مسکرا کر سیمل کے ہاتھوں کا بوسہ لیا۔۔۔
وہ آج ضرار کو سیمل کے حوالے کر کے مطمئن ہو گئی تھیں

تم ریڈی ہو جاؤ کچھ دیر میں باہر چلتے ہیں گھومنے۔۔۔۔ تم شاپنگ بھی کر لینا۔۔۔۔ ضرار نے میگزین پڑھتی
سیمل سے کہا

وہ کل ملائیشیا آچکے تھے۔۔۔

مجھے کہیں نہیں جانا۔۔۔ وہ لاہر واہی سے بولی

کیوں نہیں جانا تمہیں۔۔۔۔

میری مرضی۔۔۔۔ سیمل نے کندھے اچکائے

ایک دفعہ اپنی مرضیوں کی لسٹ بنا کر دے دو تاکہ میں آگاہ ہو سکوں۔۔۔۔ ضرار نے تھوڑے غصے میں آکر کہا
دے دوں گی مگر ابھی مجھے ڈسٹرب مت کرو۔۔۔

وائس یور پر ابلیم گرل۔۔۔۔ اس کے انداز پر ضرار نے چلاتے ہوئے میگزین چھیننا
کیا بد تمیزی ہے یہ۔۔۔۔

جو تم کر رہی ہو وہ کیا ہے تمہارے خیال میں۔۔۔؟؟؟

میں نے کہاناں مجھے ڈسٹرب مت کرو۔۔۔ سیمل بھی لحاظ چھوڑتی چلائی

ڈونٹ بی شاؤٹ ایڈیٹ۔۔۔۔ ضرار نے لابی میں کھلتی ونڈو بند کی

میں چلاؤں تو ایڈیٹ اور تم۔۔۔۔ تم چلاؤ تو مہذب۔۔۔۔ ہاں

سیمل واٹ از دس یار۔۔۔۔۔ تمہیں مجھ سے جو بھی ایشو ہے کلیئر کرو یوں روز روز میری انسلٹ کر کے کیا مل

رہا ہے تمہیں۔۔۔۔۔ وہ ڈھیلا پڑا

کیونکہ بلاوجہ غصہ کرنا اسکی عادت نہ تھی۔

سکون۔۔۔۔۔ سیمل نے دل میں کہا

سیمل کچھ پوچھ رہا ہوں میں۔۔۔۔ وہ اسکی چپ پر دوبارہ بولا

میں تمہاری انسلٹ نہیں کرتی۔۔۔۔ لا پرواہی سے بتایا

مگر میری فیلنگز کی تو کرتی ہوناں۔۔۔ آئی نوڈیٹ۔۔۔ ہماری کوئی لو میرج نہیں ہے جو ابھی سے ہم دونوں
دھواں دھار عشق و محبت میں گرفتار ہو جائیں
مگر تھوڑی بہت محبت کرنے کی، رومینس کرنے کی کوشش تو کر سکتے ہیں ناں۔۔۔ وہ شرارت سے کہتا سیمل کے
قریب آرکا
مجھے کوئی شوق نہیں تم سے رومینس کرنے کا۔۔۔ سیمل نے ناک چڑھایا
مگر مجھے تو ہے ناں۔۔۔ ضرار نے اُسے حصار میں لیا
پلیز ضرار لیومی۔۔۔ وہ خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی مگر ضرار کا حصار مضبوط تھا۔۔
پلیز ضرار۔۔۔ وہ تھک کر منمنائی
نومور پلیز ہنی۔۔۔ وہ اس کے چہرے پر جھکا اسکے سیاہ نشانوں کو چھو رہا تھا۔۔۔
بار بار۔۔۔ دیوانوں کی طرح۔۔۔
وہ شاید اپنے اس عمل سے سیمل کو ان دھبوں سے ملنے والی تکلیف کو کم کرنا چاہ رہا تھا۔۔۔
مگر سیمل کو اُسکا چھونا بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔ وہ خود کو چھڑوانا چاہتی تھی مگر آج ضرار نے تمام راستے
مسدود کر دیے تھے۔۔۔

وہ دونوں ملائیشیا میں پندرہ دن کا ہنی مون ٹرپ گزار کر واپس آچکے تھے۔
ضرار نے جاب پر جانا شروع کر دیا تھا۔۔۔

وقت ہمیشہ کی طرح بنار کے گزرتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔

سیمل کے رویے میں بھی بہتری آگئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے زبان کا استعمال کم کر دیا تھا۔۔۔۔۔ اب وہ ضرار کو کسی بھی عمل سے روکتی ٹوکتی نہیں تھی۔۔۔۔۔ بلکہ اپنے رویے اور ایکسپریشنز سے بے زاری کا اظہار کرتی تھی جس سے ضرار کو شرمندگی کیسا تھا اکثر شبہ ہوتا کہ شاید سیمل کو کوئی سانگی پر اہم ہے جو وہ یوں ضرار کے قریب ہونے پر اپنے ایکسپریشنز سے اکتاہٹ شو کرتی ہے۔۔۔۔۔ جیسے ضرار کوئی اچھوت ہو

انہی دنوں ایک روز پاکستان سے آنے والی کال نے سب کو پریشان کر دیا۔۔۔۔۔ فرح بیگم ہارٹ ایٹک کی وجہ سے انتقال کر گئیں تھیں۔۔۔۔۔ سیمل نے جب سے فون بٹنا تھا روئے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔ ضرار اور گرینی مسلسل اُسے حوصلہ دے رہے تھے چپ کر رہے تھے مگر وہ زار و قطار روتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔

ضرار میں سنبھال لوں گی سیمل کو تم جاؤ اور پاکستان کی ٹکٹس بک کرواؤ جا کر۔۔۔۔۔ گرینی نے سیمل کے ہچکیاں لیتے وجود کو سینے سے لگایا

جی گرینی میں جاتا ہوں۔۔۔۔۔ ضرار دو ٹکٹس بک کروا آیا تھا۔۔۔۔۔ وہ اور سیمل فرح بیگم کے جنازے تک پہنچ گئے تھے۔۔۔۔۔ اس دوران ضرار نے بہت مشکل سے اسے سنبھالا تھا وہ ایک ہفتہ وہاں رہ کر واپس آ گئے۔۔۔۔۔ سیمل کے بھائی بھابیوں کا رویہ سیمل کیساتھ کچھ عجیب سا تھا۔۔۔۔۔ سیمل واپس انگلینڈ آ کر بہت چپ رہنے لگی تھی۔۔۔۔۔ آخر سہیلی جیسی ماں چھوڑ گئی

تھی۔۔۔۔۔ نا بھرنے والا زخم مل گیا تھا اُسے۔۔۔ مگر وقت سب سے بڑا امر ہم ثابت ہوتا ہے اور یہ بڑے سے بڑا زخم بھرتا نہیں مگر مند مل ضرور کر دیتا ہے۔۔

ضرار اور گرینی نے بھی ایکسٹرا توجہ دے کر اُسے نارمل کر ہی لیا تھا۔۔۔۔۔

فرح بیگم کی وفات کے بعد سیمبل کے دونوں بھائیوں نے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا سیمبل سے۔۔۔۔۔ مگر سیمبل کو بھی ان سے کوئی سروکار نہ تھا۔۔۔۔۔ وہ خود بھی سنبھل چکی تھی

سیمل۔۔۔۔۔ وہ وارڈروب میں بڑی تھی جب ضرار نے پیچھے سے آکر اس کے گرد حصار باندھا

کیا کر رہی ہو۔۔۔ سویٹ ہارٹ۔۔۔ اس نے تھوڑی سیمل کے کندھے پر ٹکائی

نظر نہیں آ رہا۔۔۔۔۔ وہ بڑبڑاتی

جب تم پاس ہوتی ہو تو مجھے تمہارے سوا کچھ دیکھائی نہیں دیتا۔۔۔ ضرار نے اُسکی بکھری لٹیں ہٹا کر گستاخی کی۔

ضرار پلیمز موقع تو دیکھ لیا کرو ہر وقت کے رومینس سے تھکتے نہیں کیا۔۔۔؟؟؟ وہ بے زاری سے بولی

ارے کہاں ڈارلنگ تم تھکنے ہی کب دیتی ہو۔۔۔ وہ گھمبیر تا سے کہتا اے کارخ اپنی جانب موڑ چکا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ آؤٹ آف کنٹرول ہوتا دروازہ ناک ہوا۔۔۔

کوئی ہے باہر۔۔۔۔۔ سیمل نے جان چھوٹنے پر شکر کیا۔۔۔

دیکھتا ہوں مگر واپس آ کر یہیں سے کنٹی نیو کروں گا۔۔۔ وہ آنکھ مار تا دروازے کی جانب بڑھا

اونہہ۔۔۔ اور کوئی کام ہی نہیں۔۔۔ سیمل منہ بناتی پھر سے واٹر روب میں بڑی ہو گئی

ضرار مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے اگر فری ہو تو ابھی کر لیتی ہوں۔۔۔ گرینی نے اسے چینل سرچنگ میں مصروف دیکھ کر پوچھا

وائے ناٹ ڈیئر لیڈی سٹ ہیئر۔۔۔ اس نے گرینی کا ہاتھ پکڑ کر پاس بیٹھایا

ضرار مجھے تم سے فسی کے بارے میں بات کرنی ہے

فسی کے بارے میں۔۔۔ وہ حیران ہوا

ہاں۔۔۔ فسی کے بارے میں

کہیئے۔۔۔ وہ متوجہ ہوا

ضرار فسی کا گھر آنا جانا کچھ زیادہ ہو گیا ہے اس لیے منع کرو اسے اور باہر ہی ملا کرو اس سے۔۔۔

ایسا کیا ہو گیا گرینی۔۔۔ وہ بات سن کر حیران ہوا

پہلے کی بات اور تھی ضرار۔۔۔ مگر اب گھر میں تمہاری بیوی بھی ہوتی ہے۔۔۔ وہ اکثر تمہاری غیر موجودگی میں

بھی آتا ہے۔۔۔ میں ایک دو دفعہ باتوں میں منع کر چکی ہوں مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔۔۔ اور سیمل کو بھی

سمجھاؤ کہ وہ اُس سے زیادہ میل جول مت رکھے۔۔۔

گرینی پلیز جو بھی بات ہے ڈائریکٹلی کہیں۔۔۔ وہ جانتا تھا ضرور کوئی ایسی ویسی بات ہوئی ہے جو گرینی اس طرح کہہ

رہی ہیں ورنہ چھوٹی موٹی بات تو وہ خود ہینڈل کر لیتیں تھیں۔۔۔

کچھ خاص نہیں۔۔۔ بس مجھے فحشی کا تمہاری غیر موجودگی میں آنا اور سیمبل کا اسکی آؤ بھگت کرنا پسند

نہیں۔۔ گرینی نے سیدھی بات کہی

اوکے آئی ویل بینڈل۔۔۔ آپ پریشان مت ہوں ضرار نے گرینی کے پریشان چہرے کو دیکھ کر ان کے بوڑھے

وجود کے گرد بازو پھیلائے

وہ گرینی کی بات پر ٹھٹھک چکا تھا۔۔

جاری ہے



سید کا رویہ تو ابھی بھی کچھ خاص اچھا نہ تھا اسکے ساتھ۔۔۔ مگر پھر بھی اس نے سید کی بجائے فضا سے بات کرنے کا سوچا۔۔۔۔۔

فصی کا تعلق پاکستانی سیاسی فیملی سے تھا۔۔۔ وہ یو کے اسٹڈی کے لیے آیا تھا) مگر اسٹڈی کمپلیٹ ہونے پر بھی وہیں

تھا۔۔۔ ضرار اور فصی کی پہلی ملاقات یونی میں ہی ہوئی اور یہ ملاقات بلکی پھلکی دوستی میں بدل گئی۔۔۔

مگر وہ دونوں ہی ایک دوسرے کا الٹ تھے۔۔۔

فصی کے دوشوق تھے۔۔۔ شراب اور شباب۔۔۔ جبکہ ضرار ان دونوں چیزوں سے کوسوں دور تھا۔۔۔ مگر پھر بھی وہ دوست تھے۔۔۔ فصی وہاں اکیلا تھا، اس لیے اکثر گھر آتا جاتا رہتا تھا۔۔۔ کیونکہ گھر میں صرف ضرار

(اور گرینی ہوتے مگر اب سیمبل بھی تھی۔۔ اس لیے احتیاط ضروری تھا
ضرار نے فہمی سے مل کر باتوں باتوں میں اپنی غیر موجودگی میں آنے سے منع کر دیا تھا۔

آج وہ ہوسپتال آیا تھا سیمیل کی لاسٹ سرجری کا ایامنٹمنٹ لینے۔۔۔

ضرار نے شادی کے بعد سیمل کی تین سر جریز کروائیں تھیں۔۔۔۔ جس سے سیمل کا چہرہ تقریباً ٹھیک ہو چکا تھا جو تھوڑے بہت نشان باقی تھے وہ اس چوتھی اور آخری سر جری سے ختم ہو جانے تھے۔۔۔
تین دن بعد کی ڈیٹ لے کر وہ گھر

آگیا۔۔۔۔۔

سیمل کیچن میں تھی۔۔۔۔۔ جب وہ آیا

سلام کے بعد وہیں کیچن میں چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔۔۔ گرینی کہاں ہیں۔۔۔۔۔؟؟؟

اپنے روم میں۔۔۔۔۔ مختصر جواب آیا

تم کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔؟؟؟

کھانا بنا رہی ہوں نظر نہیں آرہا کیا۔۔۔۔۔ وہ بے زار ہوئی

اچھا ایک کپ چائے بھی بنا دو کافی تھک گیا ہوں۔۔۔۔۔ ضرار نے انگڑائی لی

میں فارغ نہیں ہوں ابھی جب ہوں گی تب بنا دوں گی۔۔۔۔۔ وہ تڑخ کر بولی

سیمل بات کرنے کا کوئی طریقہ ہوتا ہے اور تم مجھ سے یوں بات کرتی ہو جیسے میں تمہارا ہنر بینڈ نہیں بلکہ سرونٹ ہوں۔۔۔۔۔

تو مت بات کیا کرو اگر اتنی چبتیں ہیں میری باتیں تو۔۔۔

فائن مست بناؤ چائے۔۔۔۔۔ میں مر نہیں رہا تمہاری چائے پینے کو۔۔۔۔۔ وہ بھی غصے میں آیا

اتنی آسانی سے مرنے والے کہاں۔۔۔۔۔؟؟؟